بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ، أَمَّا بَعْدُ:

113: اہل سنت والجماعت کا منہج بھلائی کا حکم دینے اور بُرائی سے روکنے میں اور ان کے علاوہ دیگر اچھی خصلتوں کا بیان - Part 3

العقیدۃ الواسطیۃ لشیخ الاسلام الامام ابو العباس احمد ابن تیمیہ رحمہ اللہ، شرح فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ۔ اور ہم اس پیاری کتاب کے آخری حصے پر پہنچے ہیں اور چند اہم باتیں اور چند اہم اصول پر بات کر رہے ہیں اور یہ وہ متفرق اصول ہیں عقیدے کے جنہیں بعض علماء تفصیل سے بیان کرتے ہیں اور بعض علماء مختصر بیان کرتے ہیں۔

اور یہ کتاب جو ہم پڑھ رہے ہیں یہ عقیدے کی کتاب ہے جیسا کہ اس کا نام ہے "العقیدۃ الواسطیۃ" اور شرح شیخ ابن عثیمین کی شرح سے ہم پڑھ رہے ہیں کوئی شخص سوال پوچھے گا بھئی ایک تو عقیدے کی کتاب ہے پھر شرح بھی ساتھ ہے اس کی کیا ضرورت پڑ گئی ہے؟!

عقیدے کے مسائل دین کے اہم ترین مسائل ہیں جن کا تعلق کلمہ توحید لا الہ الا اللہ سے براہ راست ہے، کسی شخص کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک کہ ارکان ایمان جو چھ (6) ہیں سب پر مکمل ایمان نہ ہو۔

یعنی اگر کوئی شخص تقدیر پر ایمان نہیں رکھتا یا تقدیر پر ایمان پر اس کو غلطی لگی ہے تو اس کا اثر اللہ تعالیٰ پر ایمان پر لازمی ہوتا ہے یعنی اس کا اللہ تعالیٰ پر ایمان جو درست نہیں ہے، آخرت پر ایمان اس کا درست نہیں ہے، انبیاء پر ایمان میں کمزوری ہے، جب تک یہ سارے کے سارے چھ (6) جو اصول ہیں ایمان یا ارکان ایمان بھی کہا جاتا ہے اور معروف لفظ ارکان ایمان ہے جبکہ بعض انہیں اصول ایمان بھی کہتے ہیں ارکان ایمان جو چھ (6) ہیں ان پر صحیح اور مکمل ایمان ہونا چاہیے۔

اب یہ صحیح اور مکمل ایمان جب ہم ایمانیات کی بات کرتے ہیں ہمیں کہاں سے معلوم ہوگا؟ کتاب اور سنت سے۔

تو کیا کتاب اور سنت کافی نہیں ہے ان مسائل کو سمجھنے کے لیے ہمیں کیا ضرورت پڑی ہے کتابیں پڑھنے کی پھر شرح پڑھنے کی علماء کی؟ ضرورت ہے کیونکہ قرآن اور سنت کی مسلمانوں کے جتنے بھی فرقے موجود ہیں سب باتیں کرتے ہیں اور جتنی بھی غلطیاں عقیدے میں ہوئی ہیں وہ سب اپنی غلطیوں کا ثبوت ڈھونڈتے ہیں قرآن اور سنت میں (پہلے اپنا عقیدہ بنا لیتے ہیں اور پھر اس باطل

عقیدے کی بنیاد پر جب اپنی ذہن سازی کر لیتے ہیں پھر ڈھونڈتے ہیں دلائل کو کہ کہیں پر ہمیں کوئی دلیل مل جائے پھر دیکھتے ہیں قرآن مجید کی آیات میں کوئی متشابہ آیت مل جاتی ہے دلیل بنا لیتے ہیں) اور کچھ احادیث کو بھی دیکھتے ہیں کوئی ضعیف من گھڑت یا مکذوب یا موضوع حدیث ہو اپنا سہارا بنا لیتے ہیں۔

اس لیے ایک حد فاصل ہے اس مسئلے میں یعنی اہل حق اور اہل باطل کے بیچ میں اہل سنت والجماعت اور اہل بدعت والضلال کے بیچ میں ایک حد فاصل ہے وہ کیا ہے ؟ کہ اہل سنت والجماعت جو قرآن اور سنت کو سمجھتے ہیں صحابہ اور سلف کی سمجھ کے مطابق اور جو اہل باطل ہیں وہ سمجھتے ہیں اپنے طریقے سے جو اُن کو پسند ہے، اور یہ مختلف ہیں۔

دیکھیں اہل سنت والجماعت کے علماء کا آپ کو کہیں بھی ان مسائل میں اختلاف نظر نہیں آئے گا، آپ یوم اوّل سے لے لیں صحابہ سے لے لیں آج کے دور تک دیکھ لیں اور تا قیامت عقیدے کے اصولی مسائل میں آپ کو اختلاف نظر نہیں آئے گا یہی وجہ ہے کہ ہم اسی علم کو آگے پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں اور پھیلا رہے ہیں تا کہ لوگوں کو پتہ چلے کہ سلف کا عقیدہ کیا تھا اور آج ہمارا عقیدہ کیا ہے۔

اور یہ تعجب کی بات نہیں ہے کہ آپ کو ایسے لوگ ملیں گے جو سخت مخالفت کریں گے شدید مخالفت کریں گے، آپ کی نہیں کریں گے صرف وہ اس منہج کی اس عقیدے کی مخالفت کریں گے ؛ کوئی کہے گا عقل نہیں مانتی، کوئی کہے گا ہمارے امام کا قول نہیں ہے یہ، کوئی کہے گا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ اس طریقے سے ہم عقیدہ رکھیں جبکہ معاملہ منطق کے مطابق کچھ ایسا ہونا چاہیے، کچھ اندھی تقلید کا شکار ہو جاتے ہیں اور کچھ اپنی خواہش نفس کے مطابق اپنی مرضی کرنا چاہتے ہیں اور لازمی آپ ان میں تفرقہ دیکھیں گے آپ کو نظر آئے گا واضح اور نمایاں نظر آئے گا آپ کو۔

کیوں ؟ کیونکہ کوئی ایک پلیٹ فارم نہیں ہے کوئی ایک ترازو ان کے پاس نہیں ہے جس پر یہ تولتے ہوں تا کہ ایک ہی راستے پر چلنے والے یک ساتھ رہیں اور تفرقے سے بچ جائیں ممکن نہیں ہے کیوں ؟ کیونکہ ان کو سمجھنے کا جو اصل بنیادی ایک طریقہ ہے وہ مختلف ہے۔ جب آپ اپنی بنیاد ہی مختلف کر لیتے ہیں ایک دوسرے سے پھر کیسے ممکن ہے کہ ایک جگہ پر ایک فہم کے ساتھ کھڑے ہو جائیں، سوال ہی نہیں پیدا ہوتا !

تو ایک ہی فہم جس پر میں اور آپ اور ہم سب ساتھ چل سکتے ہیں وہ ہے فہم السلف اور فہم السلف واحد طریقہ ہے امت کو جوڑنے کا اس کے بغیر امت جڑ نہیں سکتی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا !

جیسے میں نے کہا ہے کہ جتنے بھی آج گروہ موجود ہیں امت میں اُن تمام گروہوں کے اپنے اپنے نظریات ہیں اپنے اپنے اصول ہیں اپنے قاعدے ہیں جبکہ ہمارے قواعد اور اصول ایک ہونے چاہیئں، جب ہمارا قرآن اور سنت کا طریقہ ایک ہے صراط مستقیم جس کو ہم اللہ تعالیٰ سے روزانہ کم سے کم فرض نمازوں میں سترہ (17) مرتبہ اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں:

﴿اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝۵﴾ (الفاتحه:5)۔

ایک ہی راستہ ہے صراط مستقیم، ایک ہی قرآن مجید ہے، ایک ہی نبی اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے مبعوث فرمایا ہے سید المرسلین علیہ الصلاۃ والسلام تو پھر ہم تفرقے کا شکار کیوں ہیں؟

مسئلہ قرآن مجید کی آیات میں نہیں ہے مسئلہ سنت میں نہیں ہے مسئلہ صراط مستقیم میں نہیں ہے مسئلہ ہمارے اندر ہے کہ ہم صراط مستقیم کو کیسے سمجھتے ہیں، عقیدے کے مسائل کو کیسے سمجھنا چاہتے ہیں، قرآن مجید کی آیات کو ہم کیسے سمجھنا چاہتے ہیں اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہم کیسے عمل کرنے والے ہیں اور کیسے عمل کرنا چاہتے ہیں۔

اتفاق کب ہوگا؟ جب فہم ایک ہوگی۔ فہم ایک ہوسکتی ہے؟ ہوسکتی ہے۔ کیوں ہوسکتی ہے؟ کیونکہ جس فہم نے سلف کو جوڑا ہے وہ ہمیں کیوں توڑ سکتی ہے ہمیں کیوں نہیں جوڑ سکتی؟! صحابہ کرام کے زمانے میں بہترین تین زمانے میں عقیدے کے اصول جو ہم پڑھ رہے ہیں جو مسائل ہم پڑھ رہے ہیں آپ دیکھ لیں کہ اُن کا کیا موقف تھا پچھلے درس میں ایک بات آئی تھی: کہ اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾ (الحدید:4)؛ مطلب یہ کیوں نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے جبکہ اس آیت کے ظاہر میں یہی سمجھ آتی ہے کہ وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی ہو؟ آپ اس آیت کی تفسیر اٹھا کر دیکھ لیں مجھے سلف کا ایک قول دکھا دیں جس میں کسی نے بھی کہا ہو صحابہ سے لے کر تابعین سے لے کر اتباع التابعین سے لے کر چاروں اماموں سے لے کر محدثین سے لے کر کسی ایک کا مجھے جملہ دکھائیں جس نے کہا ہو کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے انصاف کی بات ہے نا؟! ایک قول دکھا دیں بس میں آپ کو دَس اقوال دکھاؤں گا کہ اس آیت کے معنی میں ہرگز یہ معنی ہے ہی نہیں کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے بلکہ یہ معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے علم سے اپنی تائید سے اپنے نصر سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ ہے۔

پھر معیت کے جو معنی ہیں کہ عام معیت ہے، خاص معیت ہے، کس نے کہا ہے کیوں کہا ہے، معنی کہاں سے نکلا ہے اور پھر میرے ذمے ہے لیکن آپ یہ دیکھ لیں کہ آپ کے پاس پورا ایک ہفتہ ہے سلف میں سے کسی کا یہ قول دکھا دیں یہاں تک کہ چلو

امام ابو حنیفہ کا میں بتاتا ہوں آپ کو امام ابو حنیفہ سے بھی یہی ثابت ہے اس آیت کریمہ کا معنی جب پوچھا گیا اُن سے انہوں نے بھی یہی فرمایا ہے کہ جیسے کوئی شخص اپنے ساتھی کو کہتا ہے جب وہ اُس سے دور اور غائب ہوتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں جبکہ وہ اُس کے ساتھ نہیں ہوتا حقیقتاً۔

معیت کے لفظ کا معنی کیا ہے؟ کیا اُس میں اختلاط لازمی ہے؟ جس جگہ کا وہ تعین کرنا لازمی ہے؟ (سبحان اللہ)۔

اس لیے میں کہتا ہوں کہ سلف کے اقوال میں سے کسی کا قول دکھا دیں کہ سلف میں سے کسی صحابی نے کسی تابعی نے کسی محدث نے کسی امام نے چار اماموں میں سے دیگر جو آئمہ ہیں اُس نے یہ معنی لیا ہو کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے؟

آپ کو یہ معنی کہاں سے ملے گا؟ جہم بن صفوان سے ملے گا، یہ معنی آپ کو معتزلہ سے ملے گا، یہ معنی اہل بدعت سے ملے گا جو سب سے بڑے مخالف تھے سلف کے (سب سے بڑے مخالف تھے!)۔

یہی وجہ ہے کہ عقیدے کے اصول عقیدے کے یہ جو مسائل ہیں ہم پڑھتے ہیں اُن علماء کی کتابوں سے جو ہم سمجھتے ہیں کہ حق راستے پر تھے اور اُن کا خاتمہ بھی اسی راستے پر ہوا اور زندگی ساری انہوں نے یہی محنت کی ہے کہ لوگوں کو حق بات پہنچائی ہے عقیدے کے جو اصولی مسائل ہیں کھول کھول کر بیان کرنے ہیں دلائل کی روشنی میں اور اپنے سے پہلے سلف جو اُن کے تھے ان کے اقوال بیان کرنے ہیں اور ان کی فہم کے مطابق ان مسائل کو بیان کرنا ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی ایک سے زیادہ تصنیف ہے اس میں اور جو سب سے معروف تصنیف ہے اس میں یہ عقیدۃ واسطیۃ ہے۔ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ واسط عراق میں ایک جگہ کا نام ہے ان لوگوں نے شیخ الاسلام رحمہ اللہ سے پوچھا کہ آپ ہمیں عقیدے کے کچھ مسائل بیان کریں انہوں نے ایک ہی مجلس میں اس پورے عقیدے کو لکھ دیا ہے ایک ہی وقت میں؛ ہمیں کتنے سال ہو گئے پڑھتے ہوئے انہوں نے ایک ہی وقت میں چند گھنٹوں میں اس عقیدے کو ایک ہی مجلس میں (یہ نہیں کہ دو دن تین دن لگا دیئے) انہوں نے پور عقیدہ الکھ دیا ہے یعنی یہ اُن کے جو صرف ذہن میں مسائل موجود تھے تقریباً سب سمیٹ لیے سوائے چند مسائل کے جو شاید رہ گئے ہوں لیکن جو بنیادی مسائل ہیں اور خصوصی طور پر اسماء وصفات کے باب میں آپ کو ایسی کتاب نہیں ملے گی۔

اس کتاب کا تقریباً دو تہائی حصہ جو ہم پڑھ چکے ہو وہ اسماء وصفات پر ہی ہے تقریباً اور یہی وجہ ہے کہ بعض مسائل جو ہیں متفرقات میں ہیں جیسا کہ حکمران کی فرمانبرداری عقیدے کے اصولی مسائل میں سے ہے یہاں پر آخری میں کیوں بیان کیا ہے

؟کیونکہ یہ بھی اس میں ہمیں ایک فائدہ ملتاہے کہ اس ماحول اور معاشرے کا جو سب سے بڑا بنیادی مسئلہ ہے کیا اس کے مطابق پھر علماء بات کرتے ہیں اور جو زیادہ اہم مسائل ہیں وہی پہلے بیان کرتے ہیں۔

اُن کے زمانے میں یہ فتنہ بہت بڑا تھا معتزلہ جو تھے جو یا جہمیہ تھے یا أشاعرہ تھے ماترید یہ تھے جو صوفی ہیں جو روافض ہیں یہ سب سخت مخالفت کرنے والے تھے انہوں نے اسی لیے اسماء وصفات کے باب میں زیادہ زور دیاہے اور زیادہ اہتمام کرکے پہلے بیان کیا ہے اور باقی جو مسائل ہیں وہ بعد میں بیان کیے ہیں۔

ہمیں کیا کرناچاہیے ہم طلاب علم ہیں؟ ہمیں ان مسائل کو سب سے پہلے صحیح سمجھناچاہیے۔

صحیح کیسے سمجھیں گے؟ ایسی کتابوں سے۔

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کی شرح جو سلفی علماء میں سے اپنے دور کے سب سے بڑے عالم گزرے ہیں ان علماء میں شمار ہوتا ہے اپنے دور کے جو ہیں جو سب سے بڑے چوٹی کے علماء تھے انہوں نے اس عقیدے کی مزید شرح کی ہے چار چاند لگادیئے ہیں اور میں نے پہلے بھی بتایاہے کہ ایسے نئے مسائل جو شاید آپ نے پہلے نہیں سنے ہوں گے ہر ایک دو درس یا ایک درس کے بعد آپ کے یہ مسائل سامنے آجاتے ہیں وجہ کیا ہے؟ یہی اہتمام ہے انہوں نے اپنے علماء سے یہی سیکھا ہے اور یہ کتاب جو ہے اسے مختلف علماء نے مختلف طریقوں سے اس کی شرح کی ہے۔ کیوں شرح کی ہے وجہ کیاہے؟ تاکہ یہ علم زندہ رہے علماء مر جاتے ہیں نا۔ آج کہاں ہیں دونوں؟ ہم دونوں کو کہتے ہیں رحمہا اللہ، شیخ الاسلام رحمہ اللہ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ یہی کہہ رہے ہیں نا بار بار ؟وہ نہیں رہے ان کا علم آج زندہ ہے اور ان کے اس علم سے آج ہم بھی زندہ ہیں اور یہی علم حاصل کر رہے ہیں کل ہماری نسلیں بھی یہی علم اس طریقے سے سیکھتی رہیں گی یہ طریقہ ہے سلف کا اور یہی راستہ ہے یہی منہج ہے سلف الصالحین کا اور جو سلفی ہیں ان کا یہی ہمیشہ منہج رہاہے۔

یہ مقدمہ ہے چھوٹا سا درس سے پہلے کیونکہ بعض ساتھی نئے ہیں اور اکثر کچھ سوال بھی آتے رہتے ہیں بعض لوگوں سے کہ ڈاکٹر صاحب آپ عقیدے کی کتابیں پڑھاتے رہتے ہیں کچھ ذرا اور بھی ہمیں پڑھایا کریں؛ اور بھی ان شاء اللہ آئے گا تفسیر کا درس شروع کریں گے ان شاء اللہ لیکن یہ بنیادی مسائل ہیں۔

ہم قرآن کی تفسیر کیوں پڑھنا چاہتے ہیں کس لیے پڑھنا چاہتے ہیں؟ تاکہ ہمارا دین صحیح ہو اور دین کی اساس عقیدہ ہے، جو یہ عقیدے کے ہم مسائل پڑھ رہے ہیں ان میں جو دلائل پیش کر رہے ہیں کہاں سے تورات اور انجیل سے پیش کر رہے ہیں کیا

؟!تو قرآن مجید کی آیات ہی تو پڑھ رہے ہیں اور کیا کر رہے ہیں !اور قرآن مجید کی آیات کے ساتھ حدیث بھی پڑھ رہے ہیں اور حدیث کا جو اصل مفہوم ہے جو نچوڑ جو خلاصہ ہے جو اصل بنیادی پیغام ہے اس حدیث کا یا اس آیت کا یہ تو ہم بیان کر رہے ہیں ۔دیکھیں صحیح بخاری میں جو امام بخاری کی فقہ ہے کہاں پر ہے؟کوئی سوال کرتا ہے کہ کیا امام بخاری نے کوئی فقہ لکھی ہے؟کوئی ہے فقہ کی کتاب یا حدیث کی کتاب ہے؟حدیث کی کتاب ہے ساری فقہ موجود ہے؛فقہ مطلب جو اُن کی سمجھ تھی۔ان کی سمجھ کیا ہے؟ایک ہی حدیث کو کمال دیکھیں یعنی دو طریقے ہوتے ہیں حدیث سے فائدہ نکالنے کے جو فوائد حدیث کے ہوتے ہیں، حدیث آپ نے بیان کی ہے پہلے پھر ایک،دو، تین،چار،پانچ،دس بھی جتنے فوائد ہیں وہ آپ نے بیان کیے ہیں،ایک طریقہ ہے: ایک طریقہ ہے کہ آپ نے پہلے فائدہ بیان کرنا ہے پھر اسی حدیث کو بیان کرنا ہے جس میں سے آپ نے اس فائدے کا ایک حصہ نکالا ہے، بعض اوقات حدیث کا حصہ بیان کر دیتے ہیں بعض پوری حدیث بیان کر دیتے ہیں۔

ایک حدیث آپ کو دس مختلف ابواب میں نظر آئے گی ایک ہی حدیث ہے وجہ کیا ہے؟یہ فہم ہے یہ سمجھ ہے کہ اس حدیث کا یہ معنی بھی ہے اس حدیث میں یہ فائدہ بھی ہے اس حدیث کا یہ مفہوم بھی بنتا ہے اس حدیث میں یہ پیغام بھی موجود ہے حدیث ایک ہی ہے، یہ فہم جو امام بخاری رحمہ اللہ کی ہے جو ان کی تبویب میں جو باب باندھے امام بخاری رحمہ اللہ نے سارا وہاں پر موجود ہے،جب ہم پڑھتے ہیں پہلے کتاب پڑھتے ہیں "کتاب الصلاۃ" پھر باب پڑھتے ہیں اور پھر آگے حدیث اور بعض اوقات آیات کا بھی ذکر ہوتا ہے اور بعض اوقات سلف کے اور صحابہ کے اقوال بھی ہوتے ہیں یہ ساری چیزیں جو ہیں یہ وہ فہم ہے سلف کی جو آج ہم پڑھ رہے ہیں اور آگے بھی اس کو پڑھا رہے ہیں۔

(تو اللہ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس علم کو صحیح سمجھنے کی اور اس پر عمل کرنے کی اور اس میں آگے دعوت و تبلیغ دینے کی توفیق عطا فرمائے)۔

ہم پہنچے تھے شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے اس جملے پر:"یدینون بالنصیحة للأمة"(اور امت کو نصیحت کرنے کو دین سمجھتے ہیں عبادت سمجھتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں)۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"یدینون" سے مطلب ہے:"يتعبدون لله عزَّ وجلَّ بالنصيحة للأمة، ويعتقدون ذلك دينًا": کہ اہل سنت والجماعت جو ہیں جب نصیحت کرتے ہیں لوگوں کو مسلمانوں کو تو اللہ کے لیے کرتے ہیں اس کو عبادت سمجھ کر کرتے ہیں نا کہ عادت سمجھ کر کرتے ہیں۔

کیونکہ اور بھی طریقے ہیں یا اور بھی وجوہات ہیں جن کی وجہ سے لوگ جو ہیں وہ لوگوں کو نصیحت کرتے ہیں لیکن جو سب سے بنیادی بات ہے وہ یہی ہے کہ نصیحت کرنا عبادت ہے دین سمجھ کر لوگوں کو نصیحت کرتے ہیں، اور امت کو نصیحت کرنے کا جو بنیادی مقصد ہے جو عبادت کے علاوہ بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہیں کہ بعض لوگ نصیحت کرتے ہیں کسی کے ڈر کی وجہ سے یا کسی سزا کے ڈر کی وجہ سے یا بعض لوگ کرتے ہیں اخلاق فاضل اور اچھے اخلاق پانے کے لیے تاکہ مسلمانوں کو اس کا فائدہ ہو، اور بعض اور بھی وجوہات ہو سکتی ہیں۔

تو اصل وجہ جو ہے نصیحت کرنے کی کیا ہونی چاہیے؟"التعبد لله": اللہ کے لیے یہ نصیحت ہم کر رہے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے اور بیان کیا ہے کہ نصیحت کی اہمیت کیا ہے دین اسلام میں، یہ دین کا ایک بنیادی حصہ ہے اور قرآن مجید میں کئی آیات میں آپ کو یہ پیغام ملے گا "الأمر بالمعروف والنھی عن المنکر": کا بھلائی کی طرف بلانا اور بُرائی سے روکنا جو ہے یہ نصیحت کی اساس اور بنیاد ہے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ اور بھی اس کے اسباب ہیں لیکن یہ جو اہل سنت والجماعت ہیں یہ نصیحت کرتے ہیں امت کو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے ہوئے اور دین سمجھتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے جس حدیث کو سیدنا تمیم بن أوس الداری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:"الدِّينُ النَّصِيحَةُ، الدِّينُ النَّصِيحَةُ" تین مرتبہ فرمایا،"قالوا: لِمَن يا رسولَ اللهِ؟" (عرض کرتے ہیں صحابہ کس کے لیے اے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام؟)"قال: للهِ ولكتابِهِ ولرسولِهِ ولأئمةِ المسلمين وعامَّتِهِم": صحیح مسلم کی معروف حدیث ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ نصیحت جو ہے:

(۱)"للهِ": اللہ تعالیٰ کے لیے۔

(۲)"ولكتابِهِ": اللہ تعالیٰ کی کتاب یعنی قرآن مجید کے لیے۔

(۳)"ولرسولِهِ": اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے۔

(۴)"ولأئمةِ المسلمين": اور مسلمان اماموں کے لیے۔

(۵)"وعامَّتِهِم": اور عام مسلمانوں کے لیے۔

نصیحت ان سب کو کی جاتی ہے اور سب کے لیے کی جاتی ہے۔

تو نصیحت شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): اللہ تعالیٰ کے لیے "لِلّٰہِ": یعنی جو اللہ تعالیٰ کے لیے نصیحت ہے اس کا کیا معنی ہے؟ "صدق الطلب في الوصول إليه": سچی طلب جو ہے اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچنے کے لیے۔

یعنی وہ راستہ جو آپ کو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیتا ہے آپ نے وہ راستہ اختیار کرنا ہے اور اس میں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے یعنی تمام ایمانیات اور ایمانی مسائل اور عقیدے کے جو بنیادی مسائل ہیں سب اس میں شامل ہیں کیونکہ جب تک آپ کا عقیدہ درست نہیں ہوگا اللہ تعالیٰ پر ایمان آپ کا درست نہیں ہوگا آپ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہیں ہو سکتے، ہر وہ راستہ جو آپ کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کر دے اور آپ نے صدق النیۃ سے سچائی سے اسے طلب کیا ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کے لیے آسانی کرے گا پھر آپ لوگوں کو اس علم سے جوڑ دیتے ہیں اس ایمان سے جوڑ دیتے ہیں، جب آپ ایمانیات کے مسائل بیان کرتے ہیں توحید کے مسائل بیان کرتے ہیں اور لوگوں کے اللہ تعالیٰ سے جوڑتے ہیں تو آپ اللہ تعالیٰ کے لیے لوگوں کو نصیحت کرتے ہیں۔

پھر: "والنصيحة للرسول عليه الصلاة والسلام": اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے نصیحت جو ہے وہ ہے: "صدق الاتباع له": سچی اتباع اور اس اتباع کا حق ادا کرنا ہے؛ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی اتباع اور اس سے یہ لازم آتا ہے جب آپ سنت کی اتباع کی بات کرتے ہیں تو آپ اللہ تعالیٰ کے دین کی حمایت کرتے ہیں اس کی حفاظت کرتے ہیں، جو بھی اس میں شکوک اور شبہات ہیں آپ ان کا ازالہ کرتے ہیں جو ملاوٹیں کر دی گئیں ہیں دین کے اندر آپ اُن کا ازالہ کرتے رہتے ہیں۔ یہ وہ دین ہے جسے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے کر آئے ہیں اور اس لیے فرمایا ہے: "ولكتابِه": اور کتاب کے لیے۔

اور اس میں (شیخ صاحب فرماتے ہیں) قرآن مجید کے لیے جب نصیحت ہے یہ اس طریقے سے پوری ہوتی ہے یہ بیان کرنا کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور مخلوق نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے اور جو بھی اس میں خبریں ہیں اُن کی تصدیق کرنی ہے، جو بھی احکام ہیں انہیں بجالانا ہے اور وہ شخص جو ہے مسلمان جو ہے اس پر اپنا عقیدہ بنالیتا ہے، خود بھی اس کا اپنا عقیدہ یہی ہوتا ہے پھر آگے بھی لوگوں کو اس کی طرف دعوت دیتا ہے اور نصیحت کرتا رہتا ہے۔

"أئمةِ المسلمين": سے مراد ہر وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے ولایت دی ہے چاہے عام ولایت ہو یا خاص ہو تو ایسا شخص امام ہے اس اُمر میں، ایک عام امام ہے جیسا کہ ملک کا سربراہ اور کوئی خاص امام بھی ہوتا ہے جیسا کہ کوئی امیر ہے یا وزیر ہے یا کوئی مدیر ہے سربراہ ہے کسی ادارے کا یا آئمۃ المساجد جو ہیں وہ بھی ان میں شامل ہیں جو مساجد کے امام ہیں۔

تو ان کے لیے بھی ایک خاص نصیحت ہوتی ہے اور ان کی فرمانبر داری کرنا اللہ تعالٰی کی اطاعت میں، نافرمانی نہ کرنا یعنی یہی مقصد ہے اس عام امام کے لیے یا خاص امام کے لیے نصیحت کرنے کا۔

"وعامّتِهم": يعني: عامة المسلمين: یہ ان آئمہ کے تابع ہیں اور ان میں جو سب سے عظیم لوگ ہیں وہ ہیں العلماء (جو علماء ہیں امت کے)۔

اور علماء کے لیے نصیحت کا کیا طریقہ ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں: ان کی جو اچھائیاں ہیں جو خوبیاں ہیں انہیں نشر کرنا اور ان کی جو بُرائیاں ہیں ان سے رُک جانا (یعنی جو ان سے غلطیاں ہوئی ہیں) اور جو انہوں نے صحیح کام کیا ہے جو اچھی باتیں کی ہیں ان کو بیان کرنا اور لوگوں کو ان کی طرف راغب کرنا اور جوڑنا ان علماء سے جو علمائے حق ہیں، اگر ان سے کوئی خطاء ہو جائے تو ان کو راہ راست پر لے آنا اور اگر کوئی ان سے خطاء دیکھ لے یا سن لے تو ادب کے دائرے میں رہ کر ایک ایسے طریقے سے اچھے اور بہترین طریقے سے ان کو نصیحت کرنا اور سمجھانا جس سے ان کے احترام میں کوئی قدح نہ ہو یا کوئی کمی نہ ہو کیونکہ اگر علماء کی قدر نہیں کی جائے گی اور ان کی برائیاں یعنی بیان کی جائیں گی اور ان کی تضحیک کی جائے گی تو پھر اس کا اثر پورے معاشرے پر ہوتا ہے عام مسلمانوں پر بھی ہوتا ہے۔

کیونکہ عوام الناس تو یہ دیکھتے ہیں کہ اگر علماء ایک دوسرے کو گمراہ کہتے ہیں گمراہ کرتے رہتے ہیں تو لوگوں کی آنکھوں سے وہ گر جائیں گے پھر ان کا وہ اثر باقی نہیں رہے گا معاشرے میں اور وہ یہ یہی کہیں گے کہ ان سب کی باتیں تو آپس میں ٹکرا رہی ہیں یہ آپس میں لڑتے رہتے ہیں تو ہمیں نہیں پتہ کہ حق اور سچ کس کے پاس ہے، تو پھر وہ کسی ایک کا بھی قول لینے سے قاصر رہتے ہیں لیکن اگر علماء کا احترام کیا جائے علماء ایک دوسرے کا احترام کرتے رہیں اور اگر ان سے کوئی خطاء بھی ہو جائے تو رازداری میں اس خطاء کو دور کیا جائے اور سمجھایا جائے افہام اور تفہیم سے کام لیا جائے اور جو صحیح قول ہے لوگوں میں وہی ہی نشر کیا جائے اور عام کی جائے تو یہ سب سے بڑی نصیحت ہے علماء کے لیے جو مسلمان علماء ہیں۔

پھر امت کی جو نصیحت ہے جو عام لوگ ہیں جس میں تمام لوگ شامل ہیں اہل سنت والجماعت جو ہیں وہ سب کو نصیحت کرتے ہیں اور اسے دین سمجھ کر اس پر عمل کرتے ہیں آئمہ کے لیے اور عام مسلمانوں کے لیے۔

اور اللہ تعالٰی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیعت لیتے تھے تو ان میں ایک اس چیز پر بیعت بھی لیتے تھے "والنُّصحِ لكلِّ مُسلمٍ": اور ہر مسلمان کو نصیحت کرنے کے لیے بیعت کرتے تھے جیسا کہ متفق علیہ حدیث میں آیا ہے۔

پھر شیخ صاحب ایک سوال کرتے ہیں فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص یہ کہے اور یہ سوال کرے کہ امت کو نصیحت کا ترازو کیا ہے؟ یعنی میں جب نصیحت کروں تو میرے پاس ایک ترازو ہونا چاہیے نا کہ میں کس بنیاد پر اور کیسے نصیحت کروں تا کہ اس شخص کی اصلاح ہو جائے جس کی میں اصلاح کرنا چاہتا ہوں اور ساتھ ساتھ میری بھی اصلاح ہو جائے اصل مقصد تو یہ ہے نا؟ بڑا پیارا ترازو ہے اگر اس پر عمل کریں گے آپ ان شاء اللہ تو اس میں نصیحت کے باب میں نصیحت کے معاملے میں آپ سے کبھی کوئی کوتاہی نہیں ہو گی اور یہ دلیل ہو گی کہ آپ صدق النیۃ سے صحیح مقصد کے لیے اور اسی بھلائی کو پانے کے لیے اور اس نصیحت کو ادا کرنے کے لیے یہ عمل کر رہے ہیں۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ترازو جو ہے نصیحت کا یہ وہی ہے جس کی طرف اشارہ کیا اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس فرمان سے: "لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ"((متفق علیہ یہ ترازو ہے) تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ جو اپنے لیے پسند نا کرے اپنے دوسرے بھائی کے لیے بھی وہی پسند نا کرے)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: جب آپ لوگوں کے اس بنیاد پر اپنے معاملات طے کریں گے تو یہی ہے "تمام النصيحة" تب نصیحت تمام ہوتی ہے اس کا حق ادا ہوتا ہے۔

اس سے پہلے کہ آپ اپنے بھائی کو نصیحت کریں یا کوئی بھی معاملہ آپ اس سے کرنا چاہتے ہیں تو کیا آپ اس چیز سے راضی ہوتے ہیں کہ دوسرا بھائی جو دوسرا شخص ہے آپ کے ساتھ ویسا رویہ رکھے اور ویسے معاملات طے کرے؟ اگر آپ اس سے راضی نہیں ہوتے یا آپ پسند نہیں کرتے تو آپ یہ معاملہ اس کے ساتھ نہ کریں یہ ترازو ہے نا؟

آپ کو پسند نہیں ہے کہ کوئی شخص آپ کو محفل میں آپ کا کوئی نِک نیم (Nickname) لے مثال کے طور پر، یا آپ کا مذاق اڑائے یا آپ کی کوئی کمزوری جانتا ہے آپ کا کوئی پرانا دوست ہے آپ کی کمزوری لوگوں میں بیان کرے یا کسی طریقے سے آپ کو ایسی بات کرے جو آپ کے لیے ناپسند ہو تو اس سے پہلے کہ آپ اس بندے کے لیے جس کی آپ بات کرنے جا رہے ہیں یا اس کی کوئی ایسی بات بیان کرنے جا رہے ہیں جو آپ کو پسند نہیں ہے تو آپ مت کریں اور خاموشی اختیار کریں۔ کیوں؟ کیونکہ انصاف کا تقاضہ یہی ہے اور حسن اخلاق کا بھی یہی تقاضہ ہے۔

آپ نصیحت کرتے ہیں بات نصیحت کی ہو رہی ہے آپ پسند نہیں کرتے کہ لوگوں کے سامنے آپ کو نصیحت کی جائے یا آپ کی غلطی بیان کی جائے، آپ نے کسی بھائی کو نصیحت کرنی ہے آپ اس کو اکیلے لے جائیں اس کو نصیحت کریں۔ کیوں؟ کیونکہ آپ نہیں پسند کرتے کہ لوگوں کے سامنے آپ کو کوئی نصیحت کرے اور یہ اکثر غلطی ہوتی ہے بچے جو ہیں کیوں متنفر ہوتے ہیں؟ اکثر متنفر کیوں ہوتے ہیں؟ کیونکہ دوسرے بچوں کے سامنے اسے ڈانٹ پڑتی ہے، بچہ غلطی کرتا ہے اب بچے کی غلطی دیکھیں کس حد تک تھی اور والدین کی غلطی دیکھیں کتنی بڑی ہے!

بعض بچوں کو کہتے ہیں کہ ڈھیٹ ہیں؛ ڈاکٹر صاحب بچہ ڈھیٹ ہے کوئی علاج ہے؟ میرے پاس کوئی دوائی تو نہیں ہے جو بچوں کے اس ڈھیٹ پن کو ختم کرے اور آپ یہ دیکھیں بچے کو آپ کی تربیت میں کوئی کمی تو نہیں ہے بچوں کے کردار میں کہ بچہ کیوں ڈھیٹ ہو گیا؟!

یہ الگ بات ہے بعض بچوں میں ایک بُری عادت ہوتی ہے زیادہ لاڈ زیادہ پیار سے بھی بچے ڈھیٹ ہو جاتے ہیں وہ الگ بات ہے لیکن اکثر اوقات کیا ہوتا ہے کیا آپ جب بچے کو ڈانٹتے ہیں یا اس کی جب غلطی بیان کرتے ہیں یا اس کو سمجھانا چاہتے ہیں تو بہنوں بھائیوں کے بیچ میں بٹھا کر آپ اس بچے کو سمجھاتے ہیں؟ نہیں قبول کرتا۔

جیسا کہ آپ کا جو مدیر ہے آپ کے کولیگ کے سامنے اگر آپ کو سمجھائے تو آپ کو اچھا لگے گا کیا کہ یہ ان کو تو پتہ نہیں تھا ان کو بھی پتہ چل گیا کہ میں نے یہ یہ غلطی کی ہے؟! کیا آپ کے لیے یہ خیر آمد ہو گا اور آپ کے لیے بہتری کا ایک سبب ہو گا کہ آپ مزید اس غلطی سے جان چھڑائیں گے اور مزید اپنے آپ کو بہتر کریں گے یا اس کا الٹ ہو گا؟ مشکل ہو گی نا؟! تو مشکل میں مت کسی کو ڈالیں!

تو طریقہ کیا ہے؟ نصیحت ضرور کریں بچے کو ضرور سمجھائیں لیکن اس کا ایک طریقہ ہے۔

ہاں! غلطی سرعام ہوئی ہے کسی کو تکلیف پہنچائی ہے دونوں کو بٹھائیں جھگڑا ہوا ہے پھر جا کر بتائیں، لیکن اگر غلطی رازداری میں ہوئی ہے تو اس پر پردہ رکھیں اور اس غلطی کو جیسا کہ پردے میں ہوئی ہے اور پردے میں ہی اس کو نصیحت کریں تب جا کر دل پر اثر کرتی ہے نصیحت؛ اور اس کا ترازو کیا ہے؟ یہی ترازو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس معاملے کو ایمان کے ساتھ جوڑ دیا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا (ایمان کی نفی کر دی ہے) جب تک کہ اس جملے پر عمل نہ کیا جائے جملہ کیا ہے؟ اس حدیث کا آخری حصہ جو ہے۔

میں بھی کچھ چیزیں پسند کرتا ہوں آپ بھی کچھ چیزیں پسند کرتے ہیں ہماری پسند مختلف ہے نا لیکن بعض چیزیں کامن ہیں جو میں اپنے لیے پسند نہیں کرتا ہوں وہ آپ کے لیے بھی پسند نہ کروں؛ اگر میں وہ کام کرتا ہوں آپ کے لیے جو مجھے پسند نہیں ہے تو خلل کہاں پر ہے؟ زبان پر نہیں ہے خلل کہاں پر ہے؟ ایمان میں ہے ایمان میں کمزوری کی وجہ سے انسان ایسی باتیں کرتا ہے۔
پھر دیکھ لیں اپنا رہن سہن معاشرے میں، ہمارا ایمان کتنا مضبوط ہے، واللہ یہ آپ روزانہ اپنا محاسبہ کر سکتے ہیں خود اور تول سکتے ہیں اپنے ایمان کو اس ترازو پر؛ نہیں؟!

بقالے میں جاتے ہیں چیزیں خریدنے کے لیے گروسری (Grocery) ہم کیا کرتے ہیں؟ ہم دیکھتے ہیں اپنی محدود نگاہ سے صرف اپنے لیے جو ہے، ذرا اوپر سے دیکھیں نا دوسرے کی نگاہ سے دیکھیں ذرا یا دوسروں کی نگاہ سے دیکھیں ذرا تو پتہ چلتا ہے ہم کہاں پر ہیں۔

روڈ پر کتنی ہم سے غلطیاں ہوتی ہیں گاڑی چلاتے ہوئے کتنی غلطیاں ہوتی ہیں، اور یہ بھی عجیب سی بات ہے میں نے پہلے بھی کی تھی بعض لوگوں کی بُری خصلت ہوتی ہے، بات نصیحت کی ہو رہی ہے یہ بات بیچ میں مجھے یاد آگئی کہ آپ بغیر بولے بھی نصیحت کر سکتے ہیں ممکن ہے؟ آپ کچھ نہیں بولیں گے لیکن کوئی شخص آپ کے نہ بولنے سے بھی سدھر سکتا ہے کیسے؟ بُرائی کا جواب بُرائی سے نہ دیں یہی ہے نا؟! میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ بعض لوگوں کی بُری خصلت ہوتی ہے وہ فساد میں گندگی میں مزے کرتے ہیں ان کو مزا آتا ہے، کسی کو نقصان پہنچانے میں کسی کو تکلیف دینے میں کسی کا مذاق اڑانے میں کسی کی غیبت کرنے میں چغل خوری کرنے میں، الغرض اپنے ربّ کو ناراض کرنے میں نعوذ باللہ ان کو مزا آتا ہے نافرمانی میں مزا آتا ہے فساد میں مزا آتا ہے، چلتے چلتے گالی دے دی یا بُرا بھلا کہا اگر آپ نے گالی کا جواب اسے گالی میں ہی دینا ہے نا جو آپ کا ڈومین (Domain) آپ کی جگہ نہیں ہے وہ اُس کی جگہ ہے وہ مزے کرے گا آپ کو مزید غصہ آئے گا مزید گالی دیں گے وہ مزے کرے گا، گالی سے چہرہ اس کا سرخ ہو گا جو بھی ہو گا ناراض بھی ہو گا وہ، ظاہراً ناراض ہو گا لیکن مزے کر رہا ہو گا وہ ناراض بھی مزے کرتا ہے!

میں نے ایک مثال بھی دی تھی (نعوذ باللہ) دیکھا ہے سور جو ہوتا ہے کہاں رہتا ہے؟ گندگی میں رہتا ہے۔ مزے کرتا ہے یا مجبوری میں رہتا ہے؟ مزے کرتا ہے نا گندگی میں بدبو میں گندگی میں مزے کرتا ہے نا؛ کچھ لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں ان کی زندگی (نعوذ باللہ) وہ گندگی میں مزے کرتے ہیں وہ آپ کو کھینچنا چاہتے ہیں اپنی طرف پھر پتہ چلتا ہے آپ کا ایمان کہاں پر ہے، اگر آپ پھسل گئے اور بدتمیزی کا جواب بدتمیزی سے گالی کا جواب گالی سے دیا وہ تو آپ کو کھینچ لے گا اپنا جو اکھاڑا کہتے ہیں نا پہلوانوں کا اس میں

گندگی میں کیچڑ میں پھر وہ مزے کرے گا اور آپ کو غصہ آئے گا اور وہ اور مزے کرے گا آپ کے غصے سے ! اس کا مزا دگنا کیوں ہو گا؟ ایک تو وہ اپنی جگہ پر ہے جو وہ چاہتا ہے اس کو مل گیا ہے اس کو یہ بھی مزا آئے گا کہ اس نے تمہیں بھی اپنے ساتھ کھینچ لیا ہے اس گندگی میں کہ یہ بڑا بنتا تھا مولوی بڑا بنتا تھا بڑے اخلاق والا دیکھو کہاں پر پڑا ہوا ہے ؟! دیکھو کیسے ہے کیا فرق ہے اس میں اور مجھ میں ؟!

اور واقعی کیا فرق ہے ایک اچھے سمجھدار سلجھے ہوئے انسان میں اور اس بے وقوف جو کیچڑ کو پسند کرنے والا شخص ہے کیچڑ میں جس کو مزا آتا ہے اس میں کوئی فرق رہا ہے ؟!

اس لیے آپ جہاں پر ہیں آپ وہی پر رہیں اور جو یہاں پر کیچڑ میں ہیں نا آپ ان کو نکال نہیں سکتے تو کم سے کم آپ ان کے ساتھ ان کی بُری جگہ پر یا بُرے راستے کو اختیار نہ کریں آپ کے اخلاق آپ کی پہچان ہیں، آپ کی زبان آپ کی پہچان ہے، آپ کا ایسے مسائل میں کردار آپ کی پہچان ہے، مصیبتیں آتی ہیں آزمائشیں آتی ہیں پریشانیاں بھی ہوتی ہیں ان پریشانیوں سے مصیبتوں سے نکلنے کے لیے آپ کا کیا طریقہ ہے آپ کیسے ان مسائل کو نمٹاتے ہیں یہ آپ کی پہچان ہے۔

اور آپ کو جو مخالف ہیں دوسری طرف ان کی بھی پہچان ہے، جو بُرائی کا راستہ اختیار کرے اُن کی بھی پہچان ہے۔

گالی دینے والے کی پہچان کیا ہے؟ کسی کا نام لیتے ہیں "وہ گالی دیتا ہے اس کے ساتھ مت بیٹھا کرو" کیوں مت بیٹھا کرو؟ وہ گالی دیتا ہے بڑا بد تمیز بندہ ہے۔اُس کی پہچان کیا ہے اس کا نام ہے ؟! اُس کا یہی کردار اس کا بداخلاقی اس کی پہچان ہے، بُرے اخلاق اس کی پہچان ہیں۔

اور اچھے انسان کی اچھے اخلاق والے کی پہچان کیا ہوتی ہے ؟ اچھے اخلاق اُس کی پہچان ہوتے ہیں۔

کس کے ساتھ اُٹھتا بیٹھتا ہے کیا باتیں کرتا ہے، مصیبتوں میں یا مشقت میں تکلیفوں میں پریشانیوں میں وہ کیا کرتا ہے اس کا کیا کردار ہوتا ہے۔

تو یہ بعض باتیں جو ہوتی ہیں ان کو سمجھنا جو ہے ضروری ہے اور نصیحت کے باب میں یہ بہت لازمی ہے کہ آپ جب نصیحت کریں تو پھر صبر بھی کیا کریں سینہ بھی چوڑا ہونا چاہیے کیونکہ مخالفین لوگوں کو نصیحت پسند نہیں ہے بچوں کو بھی پسند نہیں ہے اس لیے زیادہ تر اولاد جو ہے اپنے ماں باپ کے کیوں زیادہ مخالف ہوتے ہیں دیکھتے ہیں چاچا ماما سے زیادہ محبت کرتے ہیں؟ کیونکہ چاچا ماما کبھی آپ کو ملتے ہیں محبت ہی کرتے ہیں پیار ہی کرتے ہیں تو بچہ اس کے ری ایکشن میں پیار ہی کرتا ہے۔

کبھی پوچھیں نا کسی بچے سے تمہارا دشمن کون ہے سب سے بڑا؟ اگر زبان سے نہیں بولے گا تو آنکھوں سے بتادے گا کون ہے وہ کہتا ہے وہ بیٹھا ہے سامنے۔ کیوں؟ اس نے بتانا ہے کہ یہ کرو یہ مت کرو تمہارے لیے ٹھیک ہے تمہارے لیے غلط ہے، وہ بچپن سے یہی سنتا آرہا ہے۔

بعض اوقات ہمارا طریقہ غلط ہوتا ہے لیکن حق تو ہے نا بتانا اگر والدین نہیں بتائیں گے صحیح اور غلط تو پھر کون بتائے گا معاشرہ بتائے گا؟! معاشرہ تو انتظار میں ہے نا کہ بگڑا ہوا معاشرہ جو ہے بگاڑنے کے انتظار میں ہے کہ بچے کو کیسے بگاڑا جائے اس معاشرے کی حد تک نہ سوچیں۔

اسکول؟ اسکول صرف پڑھاتے ہیں کتابیں پڑھاتے ہیں بس اخلاق نہیں سمجھاتے اخلاق نہیں سکھاتے، یہ سب سے بڑی بے وقوفی ہے اگر کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے بچے اسکول میں جاکر اچھی تربیت پائیں گے یا اچھے اخلاق بھی پائیں گے بہت کم اسکول ہیں جو اس کا اہتمام کرتے ہیں؛ میں عمومی بات کر رہا ہوں کہ اکثر اسکول جو ہوتے ہیں اکثر ٹیچر کو ہی لے لیں آپ ٹیچر کا رشتہ ہوتا ہے کتاب کی حد تک جیسے میاں بیوی کا رشتہ ہوتا ہے نا؛ شادی میں میاں اور بیوی کا کیا رشتہ ہوتا ہے؟ نکاح نامہ جو ہوتا ہے۔

تو ٹیچر اور اسٹوڈنٹ کا کیا رشتہ ہے بیچ والا نکاح نامے والی جگہ کیا آگیا؟ یہ کتاب ہے کہ میں نے کتاب پڑھانی ہے اسے سمجھ آئے نہ آئے اس نے پاس ہونا ہے فیل ہونا ہے میں نے یہ کتاب پڑھانی ہے ایک گھنٹہ اپنا پورا کرنا ہے جو بھی ٹائم ہے اس کے بعد وہ جانے اس کا کام جانے!

تربیت کی جاتی ہے میتھ (Math) کا ٹیچر بھی اچھی دینی تربیت کر سکتا ہے، سائنس کا ٹیچر بھی کر سکتا ہے نہیں کر سکتا؟! ہو سکتا ہے کہ آپ کے دو اچھے الفاظ اس کی زندگی بدل دیں، کچھ بُرائی دیکھی ہے بچے میں آپ الگ لے جاکر اسے سمجھائیں کہ بیٹا آپ بڑے ماشاءاللہ سمجھدار ہو آپ کے مارکس بہت اچھے ہیں بڑے ذہین بچے ہو ماشاءاللہ لیکن بیٹا آپ میں ایک تھوڑی سی اس چیز کی کمی ہے اگر آپ اس کو ختم کردیں گے تو آپ بہت ہی پیارے بچے ہیں میں نے دیکھا کہ آپ نماز میں غلطی کر رہے تھے آپ وضو میں غلطی کر رہے تھے، میں نے دیکھا ہے کہ آپ تھوڑا سا بات کرتے ہوئے کچھ گالیاں دے رہے تھے۔

کیا جاتا ہے آپ کا اگر یہ تھوڑے سے آپ کے لفظ جو، ہو سکتا ہے کیونکہ بعض جو اسٹوڈنٹ ہوتے ہیں بچے جو ہوتے ہیں ان کے بعض ٹیچر آئیڈیل ہوتے ہیں کہ یہ ٹیچر کمال کا ہے اس کو کبھی بھی اندازہ نہیں ہوتا ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ مجھے یہ ٹیچر کہے گا کہ وضو

میں غلطی ہوئی ہے آپ سے، یا میں نے گالی دی ہے میری گالی سُن لی ہے اس نے ارے کیا کہے گا یہ مجھے تو یہ کچھ اور سمجھتا تھا؛ کچھ نہیں جاتا آپ کا ہو سکتا ہے کہ کسی کی بگڑی ہوئی اولاد جو ہے آپ کے دو لفظوں سے سدھر جائے اور وہ آپ کے لیے پھر نجات کا ذریعہ بن جائے آپ کو پتہ بھی نہ ہو، ہدایت یافتہ ہو جائے (سبحان اللہ)۔

بہر حال نصیحت ایک لمبا موضوع ہے سمجھدار کو اشارہ کافی ہے، نصیحت کرنی ہے اللہ کے لیے کرنی ہے دین سمجھ کر کرنی ہے جب بات دل سے نکلتی ہے نا اثر بھی دل پر ہوتا ہے جب بات صرف زبان سے نکلتی ہے زبان کی حد تک یا کسی اور مقصد کے لیے تو اس کا اثر بھی اتنا ہی کمزور ہوتا ہے، تو اس اثر کو مضبوط کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے دل میں یہ درد رکھیں یہ سب سے پہلے مقصد ہو کہ میں نے اس بندے کی اصلاح کرنی ہے یا اس شخص کی اصلاح کرنی ہے تاکہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جائے اور یہ اصل مقصد ہے نصیحت کا۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: ''ویعتقدون معنى قوله صلى الله عليه وسلم''(اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کا معنی)''"المؤمن للمؤمن كالبنيان المرصوص، يشد بعضه بعضًا"، وشبك بين أصابعه"''(متفق علیہ حدیث ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: مومن دوسرے مومن کے لیے جو ہے ایک عمارت کی مانند ہے جو ایک دوسرے کو مضبوط کرتا رہتا ہے)، اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں یوں جوڑ دی ہیں ایک دوسرے کے اندر کر دی ہیں)۔

معاشرے میں لوگ برابر نہیں ہیں؛ کوئی عالم ہے کوئی جاہل ہے، کوئی طاقتور ہے کوئی کمزور ہے، کوئی مالدار ہے، کوئی صحت مند ہے کوئی بیمار ہے، مختلف قسم کے لوگ رہتے ہیں، کوئی بڑا ہے کوئی چھوٹا ہے (مرد عورت یہ سب) اور سب کے اندر کوئی نہ کوئی کمزوری کوئی کمی ہوتی ہے یہ کمی اور کمزوری کیسے ختم ہوتی ہے؟ جس کے اندر یہ کمزوری، کمی نہیں ہے جب وہ ایک ساتھ مل جاتے ہیں اور ایک دوسرے کی مدد کرتے رہتے ہیں تو معاشرہ سارے کا سارا مضبوط ہو جاتا ہے۔

اب دیوار کیسے قائم ہوتی ہے؟

عمارت کیسے قائم ہوتی ہے؟

اس میں مٹی بھی ہے پتہ ہے؟ اب مٹی جو ہے کتنی کمزور ہے اس میں اینٹ بھی ہے اس میں سیمنٹ بھی ہے، پھر اس میں چھت بھی ہے اس میں لکڑی بھی ہے، تو مختلف چیزوں سے ایک عمارت بنتی ہے ایک چیز سے نہیں بنتی عمارت۔

اسی طریقے سے جو مسلمان معاشرہ ہے مختلف لوگ اس کے اندر رہتے ہیں لیکن مضبوط معاشرہ کب ہوتا ہے؟ جب سب ایک دوسرے کے ساتھ یوں ہوتے ہیں، خوشی غمی میں دکھ سکھ میں تکلیفوں میں پریشانیوں میں ایک دوسرے کی مدد کرنے والے ہوتے ہیں اور اس کا حق ادا کرنے والے ہوتے ہیں۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تشبیہ دی ہے ایک مومن کو دوسرے مومن بھائی کے لیے عمارت سے تشبیہ دی ہے جو ایک دوسرے کو مضبوط کرتے رہتے ہیں، جس چیز سے عمارت بنی ہے جب وہ مضبوط ہوتے ہیں عمارت جس پر قائم ہوتی ہے تو اس طریقے سے لوگ جو ہیں آپس میں معاشرے میں مضبوط ہوں گے۔

جو بکھری ہوئی انگلیاں ہیں جو الگ الگ ہیں اُن میں کمزوری ہے اگر یہ ایک ساتھ مل جائیں تو مضبوط ہو جاتے ہیں، اسی طریقے سے مومن جو ہے وہ بھی ایک دوسرے کی کمزوری کو دور کرتا رہتا ہے اور مضبوط ہوتا رہتا ہے، جس میں کوئی کمزوری ہے تو دوسرا بھائی اس کی کمزوری کو دور کر دیتا ہے تو حقیقت یہ ہے کہ مسلمان جو ہے یا مومن جو ہے وہ دوسرے مومن بھائی کے لیے آئینہ ہوتا ہے جب اسے کوئی ضرورت پڑتی ہے اس کی مدد کرتا ہے، بیمار ہے تو اس کی پرسہ داری کرتا ہے عیادت کرتا ہے، اور اسی طریقے سے تمام معاملات میں اور ہر احوال میں مسلمان جو ہے نا دوسرے مسلمان کا خاص خیال رکھنے والا ہوتا ہے۔

اور اہل سنت والجماعت جو ہیں اس معنی کو سمجھتے ہیں اور اس پر عمل بھی کرتے ہیں۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: "وقوله صلى الله عليه وسلم" (اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان جو ہے)

"مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَادِّهِمْ وتَرَاحُمِهِمْ وتَعَاطُفِهِمْ، كَمَثَلِ الجَسَدِ إذا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَى له سَائِرُ الجَسَدِ بِالْحُمَّى وَالسَّهَرِ": ایک اور متفق علیہ حدیث ہے اسی معنی میں جس کا ابھی ذکر ہوا ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: مومنوں کی مثال آپسی محبت میں ایک دوسرے پر رحم کرتے ہوئے اور ایک دوسرے کی مدد کرتے ہوئے جیسا کہ ایک جسم کی مانند ہے اگر جسم کے کسی ایک حصے کو تکلیف ہو تو اس کے لیے سارا جسم جو ہے وہ درد تکلیف اور بخار اور بیزاری سے تڑپ اٹھتا ہے۔

اس میں تین لفظ ہیں دیکھیں:

مودۃ، ایک تراحم، ایک تعاطف: ملتے جلتے الفاظ ہیں کبھی غور کیا ہے کہ ایک ہی حدیث میں ملتے جلتے الفاظ کیوں بیان کیے ہیں؟

''مودۃ''(محبت)''تراحم''(رحم کرنا)''تعاطف''(ایک دوسرے پر عطف کرنا)؛ان میں محبت ہے،نرمی ہے،ایک دوسرے کی مدد کرنا ہے، شفقت کا معنی موجود ہے،اور ایک دوسرے کی مدد اعانت اور تقویت کا معنی بھی موجود ہے، تعاطف میں خصوصی طور پر عمل ہوتا ہے،رحم اور مودۃ بھی زبان سے کیا جاتا ہے؛تو تمام اعضاء سے آپ مسلمان بھائیوں کے لیے عمل کرتے ہیں۔

ایک جسم کی مانند ہے مسلمان معاشرہ، تمام مسلمان جو ہیں وہ ایک جسم کی مانند ہیں جو شرکت کرتے ہیں ایک دوسرے کے ساتھ خوشی میں غمی میں، درد اور تکلیف میں ایک دوسرے پر رحم کرنے والے ہوتے ہیں، اگر ان میں سے کسی کو کسی چیز کی حاجت ہوتی ہے ضرورت پڑتی ہے تو اس کی حاجت کو دور کیا جاتا ہے اور ایک دوسرے پر نرمی کرنے والے ہوتے ہیں شفقت سے کام آنے والے ہوتے ہیں۔

ایک دوسرے سے محبت بھی کرتے ہیں شفقت بھی کرتے ہیں جب کسی کے لیے کوئی کینہ یا کوئی بغض پیدا ہونا شروع ہوتا ہے دل میں تو اس کے فوراً خاتمے کے لیے عمل کرتے رہتے ہیں تاکہ یہ جو بغض و نفرت ہے یہ ختم ہو جائے۔

ایک ہی جسد ایک ہی جسم میں سے جب کسی ایک حصے کو درد یا تکلیف ہوتی ہے اگرچہ چھوٹے سے چھوٹا حصہ کیوں نہ ہو لیکن اس کا اثر پورے جسم پر ہوتا ہے، ایک انگلی کو دیکھ لیں آپ اگر کوئی زخم ہو جائے یا کوئی تکلیف ہو جائے اسے خنصر کہتے ہیں چھوٹی انگلی جو ہے اس کا درد پورے جسم کو ہوتا ہے؛یعنی جب زیادہ درد ہوتا ہے تو آپ کو نیند آتی ہے؟ نیند کیوں چلی جاتی ہے اب نیند کا اس انگلی سے کیا تعلق کیا ہے؟ تعلق ہے کہ نہیں؟ایک ہی جسم ہے درد پورے جسم میں محسوس ہوتا ہے پورا جسم بیدار ہوتا ہے، اگر آنکھ میں درد ہو پورے جسم میں درد ہوتا ہے اثر پورے جسم پر ہوتا ہے، کان میں درد ہو پورے جسم میں اس کا اثر ہوتا ہے، اور اسی طریقے سے شیخ صاحب فرماتے ہیں۔

تو یہ بڑی مثال ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کی ہے جو اس معنی کو مزید قریب کر دیتی ہے کہ مسلمان معاشرہ اور مسلمان ایک دوسرے کے لیے ایک جسم کی مانند ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پیارے پیغام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور یقیناً ہم ثابت ہوں کہ واقعی ہم ایک دوسرے سے محبت کرنے والے ہیں شفقت کرنے والے ہیں رحم کرنے والے ہیں ایک دوسرے پر اور ایک جسم کی مانند ہیں۔

اگلے درس میں یہیں سے شروع کریں گے ایک اور پیارا جملہ ہے: ''ويأمرون بالصبر عند البلاء، والشكر عند الرخاء، والرضى بمر القضاء'': یہاں سے اگلے درس میں شروع کریں گے ایک اور پیارا پیغام ہے اور اسی موضوع کے تعلق سے ایک پیارا اصول ہے اس کو ان شاء اللہ بیان کریں گے (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (113.العقيدة الواسطية) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio